17- غزل

خواجہ حیدر علی آتش (۱۷۶۴ء ـــــ ۱۸۴۶ء)

مقاصد تدریس

۱۔ آتش کے عہد تک، اُردو غزل کے ارتقا سے طلبہ کو آگاہ کرنا۔

۲۔ طلبہ کو آتش اور ان کے انداز بیان سے متعارف کرانا۔

۳۔ طلبہ کو اُردو غزل کے مضامین اور موضوعات سے روشناس کرانا۔

شاعر کا تعارف

پیدائش اور حالات زندگی: حیدر علی نام اور آتش تخلص تھا۔ فیض آباد لکھنؤ (بھارت) میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خواجہ علی بخش دلی کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ آتش ابھی کم عمر ہی تھے کہ والد کا انتقال ہو گیا۔ اسی وجہ سے آپ کی تعلیم و تربیت بہتر انداز میں نہ ہو سکی۔ آپ نواب مرزا تقی خاں کے ملازم ہو گئے اور ان کے ساتھ ہی لکھنؤ آ گئے۔ شاعری میں مصحفی آپ کے استاد تھے۔ آپ کے اپنے ہم عصر شاعر امام بخش ناسخ سے متعدد ادبی معرکے ہوئے۔ آتش نے قلندرانہ مزاج کی وجہ سے کسی بھی دربار سے وابستگی اختیار نہ کی۔ آتش غزل گوئی میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔

تصانیف: تصانیف میں آتش کا کلیات ہی اہم ہے، جس میں ان کا سارا کلام شامل ہے اور وہ مختلف اصناف سخن کی شکل میں موجود ہے۔

اشعار کی تشریح

شعر نمبر 1:

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا
اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
رُخ	رُخسار۔ منہ۔ گال	زُلف	گیسو۔ بالوں کی لٹ	جان	زندگی
کھویا کیا	ضائع کردی	اندھیرا	تاریکی	اجالا	روشنی

مفہوم: شاعر محبوب کے حسن و جمال پر مرتا اور اس کی جدائی میں رات دن روتا رہا۔ اس طرح تمام عمر محبوب کی خاطر روتے ہوئے گزری۔

تشریح: آتش کو شاعری میں کمال حاصل تھا۔ آپ کے کلام میں عامیانہ و سوقیانہ پن دکھائی نہیں دیتا۔ آتش کے مذکورہ شعر سے اُن کے مزاج کی شوخی اور رنگینی کا اظہار ہوتا ہے۔ زیر نظر شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے چہرے کو دن کے اُجالے اور زلفوں کو رات سے تشبیہ دی ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ اے محبوب! تیرے حسن و جمال، خوب صورتی اور ناز و ادا کی کیا تعریف کروں۔ جب سے تجھے دیکھا ہے، دن کا سکون

اور رات کا چین جا تا رہا ہے۔ تیرے گیسوئے دراز اور حسین چہرے کو جب سے دیکھا ہے دل ہے کہ اس وقت سے بے قرار ہے۔

بقول شاعر:

اُن کی زلفیں اگر بکھر جائیں
احتراماً صبح نہیں ہوتی

شاعر نے محبوب کو پانے کے لیے اپنی جان عذاب میں ڈال رکھی ہے۔ وہ دن رات اُس کی جدائی میں روتا رہتا ہے۔ بقول شاعر:

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

شاعر عموماً محبوب کے حسن پر مرمٹتے ہیں۔ اُن کا سکون و قرار لٹ جاتا ہے۔ بقول شاعر:

چہرہ ہے یا چاند کھلا ہے زلف گھنیری شام ہے کیا
ساغر جیسی آنکھوں والی یہ تو بتا تیرا نام ہے کیا

شعر نمبر 2:

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

حل لغت:

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہمیشہ	ہروقت	وصف	خوبی	دندان	دانت
یار	دوست۔ محبوب	قلم	خامہ	موتی پرونا	موتیوں کی لڑی بنانا۔ دل آویز باتیں کرنا

مفہوم: محبوب کے دانتوں کی تعریف کیا کی گویا قلم سے موتی پرو دیے۔ محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

تشریح: آتش کی شاعری صناعی، مرصع کاری اور الفاظ کی نگینہ کاری کی عمدہ مثال ہے۔ مذکورہ شعر میں الفاظ نگینے کی طرح جڑے محسوس ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے محبوب کا حسن و جمال تو واقعی کمال کا ہے۔ خاص طور پر اس کے دانت بہت خوبصورت ہیں۔ ان کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ محبوب کے دانت سفید، چمکدار اور ترتیب وار ہیں جیسے کسی مالا میں موتی پروئے ہوئے ہیں اور شاعر جب اپنے محبوب کے دانتوں کی تعریف لکھتا ہے تو یوں لگتا ہے کہ اس کا قلم موتی پرو رہا ہے۔ یعنی قلم سے اتنے خوبصورت الفاظ تحریر ہوتے ہیں کہ جیسے الفاظ نہ ہوں موتی ہوں۔

ایک شاعر محبوب کے دانتوں کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

جب وہ دانتوں میں دباتے ہیں گلابی آنچل
کتنے پُر کیف نظاروں کو سزا ملتی ہے

اور ایک شاعر محبوب کے خوبصورت دانتوں کا تذکرہ اس طرح کرتے ہیں۔

تیرے وصف، دندان و لب نے کر دیا بے قدر عالم کو
گہر کو، لعل کو، یاقوت کو، ہیرے کو، مرجان کو

شعر نمبر 3:

کہوں کیا ہوئی عمر کیونکر بسر
میں جاگا کیا، بخت سویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
کیونکر	کس طرح	عمر	زندگی	سویا	سویا ہوا
جاگا کیا	جاگتا رہا	بخت	نصیب۔ قسمت	سویا کیا	سویا رہا

مفہوم: کیا بتاؤں کہ میری زندگی کس طرح گزری بس یوں سمجھیے کہ میں جاگتا رہا اور قسمت سوئی رہی۔

تشریح: آتش کے اشعار میں سادگی و سلاست، نادر تشبیہات و استعارات، تغزل، رجائیت، آتش بیانی، رندانہ موضوعات اور صنائع بدائع کی خصوصیات ملتی ہیں۔ مذکورہ شعر میں شاعر اپنی بدنصیبی کا رونا روتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کی زندگی مصائب و مشکلات میں گزری۔ اسے دنیا کے بکھیڑوں نے آ گھیرا اور سکون و قرار جاتا رہا۔ اسے کوئی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ بس یوں سمجھیے کہ وہ خود تو جاگتا اور تڑپتا رہا لیکن اس کی خوش نصیبی سوئی رہی۔ اسے محبوب ملا نہ پیسا اور نہ خوشیاں ملیں۔ ہر چیز سے محروم رہا۔ اس شعر میں شاعر درحقیقت اپنی بدنصیبی پر روشنی ڈال رہا ہے کہ بدنصیبی نے میرے گھر کا رستا کچھ اس طرح دیکھ لیا کہ عمر بھر بدنصیبی کی نحوست طاری رہی اور خوش نصیبی گویا میرے گھر کا رستا بھول گئی۔ بقول شاعر:

تقدیر بنانے والے تو نے کمی نہ کی اب کس کو کیا ملا ہے، مقدر کی بات ہے

اور ایک شاعر اپنی بدنصیبی کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

تا شاد رہے برباد رہے تقدیر ہی اپنی پھوٹ گئی
جس شاخ پہ ہم نے ہاتھ رکھا وہ شاخ وہیں سے ٹوٹ گئی

شعر نمبر 4:

رہی سبز بے فکر کشتِ سخن
نہ جوتا کیا میں، نہ بویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
سبز	ہری۔ تروتازہ	بے فکر	بے پروا۔ آزاد	کشت	کھیتی
جوتا کیا	یعنی بیل وغیرہ جوتے	بویا کیا	بیج بونا۔ زمین تیار کرنا	سخن	بات۔ کلام۔ شعر

مفہوم: میری شاعری کی آزاد کھیتی ہمیشہ تروتازہ رہی حالانکہ اس میں نہ کچھ جوتا گیا اور نہ کچھ کاشت کیا گیا۔

تشریح: شاعر خواجہ حیدر علی آتش کہتے ہیں کہ ان کی شاعری کی فصل بے فکر و آزاد اور ہمیشہ تروتازہ رہی۔ محبوب کے حسن و جمال اور خوب صورتی کی تعریف میں میں نے زمین آسمان کے قلابے ملا دیے۔ گویا ایسے ہی ہوا ہے جیسے کبھی کسان نہ تو ہل چلاتا ہے اور نہ بیج بوتا ہے پھر بھی جھاڑیاں اور جڑی بوٹیاں خود بخود ہی اُگ آتی ہیں۔ اسی طرح ان کی شاعری بھی بلند پایہ اور عظیم ہے۔ شعروں کی روانی ہے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لیتی گویا اس سلسلے میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ گویا شاعر کے اشعار میں فطری تاثیر پائی جاتی ہے۔ اُسے اشعار لکھنے کے لیے کوئی خاص تردد نہیں کرنا پڑا۔ اشعار خود بخود اس کے ذہن میں اُترتے رہے اور غزلیں تخلیق پاتی گئیں۔ یوں اس کی شاعری کی فصل ہمیشہ تروتازہ رہی۔ بقول شاعر:

اشکوں سے جو بچ نکلی ہے شعروں میں ڈھلی ہے جو بات میری خلوتِ دل میں نہ سمائی ہے

شعر نمبر 5:

برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
برہمن	پنڈت۔ ہندو عالم۔ مراد عاشق	گویا	بولنے والا	بت	مورتی۔ مجسمہ مراد محبوب
حسرت	خواہش				

مفہوم: پنڈت کی خواہش کے باوجود اللہ تعالیٰ نے بتوں کو بولنے کی طاقت نہ دی۔ (محبوب نے عاشق سے بات نہ کی)

تشریح: آتش زیرِ نظر شعر میں کہتے ہیں۔ برہمن یعنی ہندو عالم کی ہمیشہ خواہش رہی کہ وہ بت جن کے سامنے وہ جھکتے اور عبادت کرتے ہیں وہ بھی باتیں کریں لیکن پتھر کے یہ بت 'بت' ہی رہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں قوت گویائی نہیں دی۔ اس لیے پنڈت کی خواہش پوری نہیں ہو سکی۔ اسی طرح شاعر کی بھی خواہش رہی کہ اس کا محبوب اس سے ہمکلام ہو لیکن اس کی یہ خواہش بھی پوری نہیں ہوئی۔ محبوب نے اس سے کلام نہیں کیا اور اس کی دلی آرزو نے بھی حسرت ناتمام کا ہی رُوپ دھار لیا۔ اس شعر میں بتوں کو بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے۔ یہاں پر بت سے مراد محبوب ہے۔ بقول شاعر:

مجھ سے تو فرطِ محبت میں ہوئے تھے سجدے تجھ سے یہ کس نے کہا تھا کہ خدا ہو جانا

اور ایک شاعر محبوب کی سرد مہری کا گلہ یوں کرتے ہیں۔

سنگِ مرمر سے تراشا ہوا دلکش پیکر
کس نے کہا ہے کہ بھگوان ہے میرا
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے
ترشے جانے میں بہت درد سہا ہے اس نے

شعر نمبر 6:

مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا
وہ اشکوں سے ہاتھ اپنا دھویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
ہاتھ دھونا	پانی سے ہاتھ صاف کرنا	غم کھانا	رنج سہنا۔ صدمہ اُٹھانا	اشک	آنسو

مفہوم: جسے غم سہنے کی عادت سی پڑ گئی ہو وہ ہمیشہ آنسو ہی پونچھتا رہتا ہے۔ یعنی جسے دُکھ برداشت کرنے میں لطف آتا ہو وہ ہمیشہ آنسو ہی بہاتا رہتا ہے۔

تشریح: آتش ایک قادر الکلام شاعر ہیں۔ اُن کے مذکورہ شعر میں محبوب سے جدائی اور قسمت کی کمی کا اظہار ہوتا ہے۔ اُس کی زندگی فراقِ یار میں دکھ سہتے سہتے گزر جاتی ہے۔ اس کی قسمت میں یہ بات نہیں کہ اسے محبوب ملے۔ محبوب کی بے رخی سے پریشان شاعر کہتا ہے کہ جسے رنج و الم سہنے یا صدمہ اٹھانے کی عادت پڑ جاتی ہے' آنسو اس کا مقدر بن جاتے ہیں۔ گویا وہ محبوب کی جدائی میں اتنا روتا رہتا ہے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ آنسو ایک نہیں بلکہ اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان سے ہاتھ دھوئے جا

سکتے ہیں۔ یہی حال شاعر کا بھی رہا ہے۔ وہ بھی دکھوں میں زندگی گزارتے ہوئے آنسو بہا کر ان سے ہاتھ دھوتا رہا ہے یعنی بہت زیادہ روتا رہا ہے۔ بقول شاعر:

آنکھوں میں اشک ہے یا پانی ہے
جو کچھ بھی ہے آپ کی مہربانی ہے

عشق میں محبوب سے جدائی آنکھوں میں انتظار اور آنسو لیکر آتی ہے۔ بقول شاعر:

آنسو ہیں مقدر میں تو کر لیں گے گوارہ
کشکول لیے بھیک نہ مانگیں گے خوشی کی

شعر نمبر 7:
زنخداں سے آتش محبت رہی
کنویں میں تجھے دل ڈبویا کیا

حل لغت

الفاظ	معانی	الفاظ	معانی	الفاظ	معانی
زنخداں	ٹھوڑی	محبت	پیار	ڈبویا کیا	ڈبودیا۔ غوطہ دیا

مفہوم: آتش کا دل محبوب کی ٹھوڑی میں بننے والے کنویں میں اتکا رہا' گویا دل نے انھیں غم میں مبتلا کر دیا۔

تشریح: شاعر خواجہ حیدر علی آتش اپنی غزل کے مقطع میں خود سے ہمکلامی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے آتش! تو نے محبوب کو بہت چاہا۔ اس کا حسن و جمال واقعی قابل تعریف ہے لیکن تجھے محبوب کے ہنسنے سے اس کی ٹھوڑی میں بننے والے گڑھے سے ہمیشہ پیار رہا۔ گویا تجھے تیرے دل نے اس کنویں میں ڈبو دیا اور تو اسی کنویں میں غوطے کھاتا رہا یعنی تیرا دل ٹھوڑی کے گڑھے میں اتکا رہا اور تو محبوب کو بہت چاہتا رہا۔ اس شعر میں محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے کو کنویں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جس طرح کنویں میں ڈوب کر باہر نکلنا مشکل ہے اسی طرح شاعر کا دل محبوب کی ٹھوڑی کے گڑھے میں ڈوب گیا ہے اور اب اس محبت سے نکلنا ناممکن ہے۔ بقول شاعر:

ہو کہ میرا اسی کی کہتا ہے
دل کو پالا تھا کیا اسی کے لیے

اور ایک شاعر دل کے جانے کا گلہ اس طرح کرتے ہیں۔

شکل و صورت تو واجبی سی تھی
دل کے جانے کا اک بہانہ ہوا

حل مشقی سوالات

ا۔ درج ذیل سوالات کے جواب لکھیں۔

(الف) شاعر نے ہمیشہ کس کے وصف لکھے ہیں؟
جواب: شاعر نے ہمیشہ اپنے محبوب کے دانتوں کے وصف لکھے ہیں۔

(ب) شاعر کی عمر کیسے بسر ہوئی ہے؟
جواب: شاعر کی عمر اس طرح بسر ہوئی کہ وہ پریشانیوں کی وجہ سے جاگتا رہا اور اس کی قسمت سوئی رہی۔

(ج) شاعر نے اپنی کشتِ سخن کے بارے میں کیا کہا ہے؟
جواب: شاعر نے کشتِ سخن کے بارے میں کہا ہے کہ وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب اور تر و تازہ رہی۔

(د) برہمن کو کس بات کی حسرت رہی؟

جواب: برہمن کو یہ حسرت رہی کہ اس کے بت بولیں اور باتیں کریں تاکہ وہ ان سے باتیں کر سکے مگر اللہ تعالیٰ نے بتوں کو بولنے کی قوت نہیں دی۔

(ہ) شاعر کا قلم کیا کام کرتا ہے؟

جواب: شاعر کا قلم موتی پروتا ہے یعنی محبوب کی خوبیاں بیان کرتا ہے۔

۲۔ مندرجہ ذیل تراکیب کے معنی لکھیں۔

وصفِ دندانِ یار، فکرِ کشتِ سخن

جواب:

تراکیب	معنی	تراکیب	معنی
وصفِ دندانِ یار	محبوب کے دانتوں کی خوبیاں	فکرِ کشتِ سخن	شاعری کی کھیتی یعنی شاعری کی دنیا کی فکر یا سوچ بچار

۳۔ متن کو مدِنظر رکھ کر کالم (الف) میں دیے گئے الفاظ کو کالم (ب) کے متعلقہ الفاظ سے ملائیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
اندھیرا	غم	اُجالا
وصف	کنواں	دندان
قلم	سُخن	موتی
عمر	اُجالا	بسر
جاگا	دندان	سویا
فکر	موتی	سُخن
زنخداں	بسر	کنواں
مزا	سویا	غم

۴۔ درج ذیل شعر میں موجود تشبیہ کے بارے میں اپنے اُستاد سے آگاہی حاصل کریں۔

ہمیشہ لکھے وصف دندان یار
قلم اپنا موتی پرویا کیا

جواب: اس شعر میں محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔

۵۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

وصف، قلم، عمر، بخت، کشت سخن، برہمن، زنخداں

جواب: وَصْف، قَلَم، عُمْر، بَخْت، کِشْتِ سُخَن، بَرَہْمَن، زَنَخْداں

۶۔ الفاظ کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

وصف ، بخت ، برہمن ، زنخداں ، آتش

جواب:

الفاظ	معانی	جملے
وصف	خوبی	اس لڑکے میں تو کوئی بھی وصف نہیں۔
بخت	نصیب۔قسمت	یہاں کارخانہ لگنے سے غریبوں کے بخت کھل گئے۔
برہمن	ہندو عالم۔پنڈت	مجلس میں بیٹھے ہندو برہمن کی باتیں غور سے سنتے رہے۔
زنخداں	ٹھوڑی	کنکری لگنے سے اس کی زنخداں پر زخم ہوگیا۔
آتش	آگ	فسادات میں آتش زنی کے بھی کئی واقعات رونما ہوئے۔

۷۔ درج ذیل الفاظ کے متضاد لکھیں۔

اندھیرا ، جاگنا ، غم ، آگ

جواب:

الفاظ	متضاد	الفاظ	متضاد
اندھیرا	اُجالا	جاگنا	سونا
غم	خوشی	آگ	پانی

۸۔ درج ذیل مرکبات کے نام لکھیں۔

رُخ وزلف ، دندانِ یار ، بکشتِ سخن

جواب: رُخ وزلف .... مرکب عطفی

دندانِ یار .... مرکب اضافی

بکشتِ سخن .... مرکب اضافی

۹۔ غزل کو غور سے پڑھیں اور درج ذیل کے جواب دیں۔

(الف) اس غزل کا مطلع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا مطلع:

رُخ و زلف پر جان کھویا کیا

اندھیرے اُجالے میں رویا کیا

(ب) اس غزل کا مقطع کون سا ہے؟

جواب: غزل کا مقطع:

زنخداں سے آتش محبت رہی

کنویں میں مجھے دل ڈبویا کیا

(ج) اس غزل کی ردیف کیا ہے؟

جواب: اس غزل کی ردیف ''کیا'' ہے۔

(د) اس غزل میں موجود کوئی سے پانچ قوافی کی نشاندہی کریں۔

جواب: غزل میں موجود پانچ قوافی (قافیے) درج ذیل ہیں:

کھویا۔رویا۔سویا۔بویا۔دھویا

۱۰۔ پانچویں شعر میں شاعر نے کیا استعارہ استعمال کیا ہے؟

جواب: پانچواں شعر: برہمن کو باتوں کی حسرت رہی
خدا نے بتوں کو نہ گویا کیا

استعارہ: اس شعر میں "برہمن" عاشق کے لیے جبکہ "بت" محبوب کے لیے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔

استعارہ: استعارہ کے لغوی معنی اُدھار لینا کے ہیں۔ علمِ بیان کی اصطلاح میں کسی چیز کے معنی عاریتاً یا مستعار لے کر دوسری چیز کے لیے استعمال کرنا' استعارہ کہلاتا ہے۔ ان دونوں میں تشبیہ کا تعلق ضروری ہے۔ استعارے میں پہلی چیز کو مستعارلہٗ (جس کے لیے کوئی معنی ادھار لیا جائے)' دوسری چیز کو مستعار منہٗ (جس سے معنی ادھار لیا جائے) اور دونوں کے درمیان مشترک صفت کو وجہِ جامع کہا جاتا ہے۔ استعارے میں مستعارلہٗ کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ اس کی جگہ پر مستعار منہٗ آتا ہے۔ مستعار منہٗ اپنے حقیقی معنی نہیں دیتا' بلکہ مستعارلہٗ کے معنی دیتا ہے۔ استعارے کی مندرجہ ذیل مثالیں دیکھیں:

(الف) ماں نے کہا: میرا چاند سو رہا ہے۔ **(ب)** اس کی پلکوں پر ستارے چمک رہے ہیں۔

(ج) پاکستانی شیروں نے بھارتی گیدڑوں کو بھگا دیا۔ **(د)** عرب کا چاند طلوع ہوا تو کفر کے اندھیرے چھٹ گئے۔

(ہ) پنڈی ایکسپریس نے سارے کھلاڑیوں کے چھکے چھڑا دیے۔

پہلی مثال میں چاند مستعار منہٗ ہے جو بیٹے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ دوسری مثال میں ستارے کا لفظ آنسوؤں کے لیے آیا ہے۔ تیسری مثال میں پاکستانی شیر سے پاکستانی فوجی اور بھارتی گیدڑ سے بھارت کے فوجی مراد ہیں۔ چوتھی مثال میں عرب کا چاند (مستعار منہٗ) حضور ﷺ کے لیے مستعار لیا گیا ہے۔ آخری مثال میں پنڈی ایکسپریس پاکستان کے تیز رفتار باؤلر شعیب اختر کے لیے مستعار ہے۔ استعارے کے استعمال سے بیان میں خوب صورتی اور دل کشی پیدا ہو جاتی ہے۔

سرگرمیاں

۱۔ آتش کی اس غزل کو خوش خط اپنی کاپی میں لکھیں۔

جواب: عملی کام

۲۔ آتش کی کوئی اور معروف غزل' اپنی کاپی میں نقل کریں۔

جواب:

غزل

یہ آرزو تھی تجھے گُل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بے تاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسّر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

میری طرح سے مہ و مہر بھی ہیں آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہیں جستجو کرتے

ہمیشہ میں نے گریباں کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفو گر رہے، رفو کرتے

نہ پوچھ، عالم برگشتہ طالعی، آتش
برستی آگ جو باراں کی آرزو کرتے

۳۔ جماعت کے کمرے میں اُس غزل کی درست آہنگ کے ساتھ بلند خوانی کی جائے۔
جواب: عملی کام

اشاراتِ تدریس

۱۔ غزل کے مختلف اور متنوع مضامین کا تعارف پیش کیا جائے۔
جواب: غزل میں عموماً محبوب کی تعریف بیان کی جاتی ہے جس میں حسن وعشق کے موضوعات اور تجربات پیش کیے جاتے ہیں۔غزل میں حسن وعشق کے ساتھ ساتھ تصوف، اخلاق اور حیات وکائنات کے مضامین بھی ملتے ہیں۔

۲۔ دوسرا شعر پڑھاتے ہوئے تشبیہ کی وضاحت کی جائے۔
جواب: تشبیہ: کسی چیز کو کسی خاص وصف کی وجہ سے کسی دوسری چیز کی مانند یا اُس جیسا قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے جیسے خوبصورت چہرے کو پھول جیسا قرار دینا۔
تشبیہ کا مقصد عام چیز کی خوبی کو واضح کرنا اور اس کی وضاحت کرنا ہے۔تشبیہ سے بات میں خوب صورتی پیدا ہوتی اور بیان دلچسپ ہو جاتا ہے۔
اس غزل کے دوسرے شعر میں شاعر نے اپنے محبوب کے دانتوں کو موتیوں سے تشبیہ دی ہے یعنی اُس کے محبوب کے دانت اس طرح خوبصورت ہیں جیسا کہ چمکدار سفید موتی۔

۳۔ چھٹا شعر سمجھاتے ہوئے بتایا جائے کہ "غم کھانا" محاورہ ہے۔محاورے کی وضاحت کرتے ہوئے اس کے مجازی پہلو سمجھائے جائیں۔
جواب: محاورہ اپنے لغوی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔جیسے "غم کھانا" کا مجازی مطلب ہے غمگین یا رنجیدہ ہونا۔اسی طرح دُم دبا کر بھاگنا کا مفہوم ہے ڈر کر بھاگنا۔تمام محاورے اپنے لُغوی معنوں کی بجائے مجازی معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔

معروضی سوالات

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔
1- "رُخ وزلف پر جان کھویا کیا" یہ غزل ہے۔(A) میر تقی میر کی (B) میر درد کی (C) آتش کی (D) غالب کی
2- حیدر علی آتش نے شاعری میں شاگردی اختیار کی:
(A) میر کی (B) ولی کی (C) مصحفی (D) غالب کی
3- دانتوں کو تشبیہ دیتے ہیں۔ (A) موتیوں سے (B) کوئلے سے (C) پتھر سے (D) آگ سے
4- شاعر کا بخت: (A) مسکراتا رہا (B) جاگتا رہا (C) سویا رہا (D) روتا رہا
5- برہمن کو کیا حسرت رہی؟ (A) دولت کی (B) اقتدار کی (C) بتوں سے باتوں کی (D) بتوں کی پوجا کی
6- آتش کا اصل نام تھا۔ (A) آتش (B) حیدر علی (C) علی حیدر (D) غلام حیدر
7- آتش کا سن پیدائش ہے۔ (A) 1761ء (B) 1762ء (C) 1764ء (D) 1860ء

-8 خواجہ حیدر علی آتش نے جس سن میں وفات پائی۔ (A) 1766ء (B) 1768ء (C) 1806ء (D) 1846ء

-9 آتش شاعر تھے۔ (A) غزل گو (B) مرثیہ گو (C) حمد گو (D) نعت گو

-10 اشک کا مترادف (ہم معنی) ہے۔ (A) عشق (B) آنسو (C) آرزو (D) تمنا

-11 "وصف" کی جمع ہے۔ (A) اوصاف (B) صفات (C) صفتیں (D) صفتوں

-12 "اشکوں" کا واحد ہے۔ (A) رشک (B) اشک (C) اشوک (D) اشاک

-13 "حسرت" کا مترادف ہے۔ (A) عزت (B) نفرت (C) امید (D) حرمت

-14 "مزا" کا معنی ہے۔ (A) لطف (B) بے رنگ (C) بے کیف (D) بے نور

-15 "غم" کا متضاد ہے۔ (A) خوشیاں (B) خوشی (C) غموں (D) مغموم

-16 مؤنث الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) بخت، وصف (B) زندگی، خوشی (C) زلف، رخ (D) محبوب، برہمن

-17 مذکر الفاظ کی فہرست ہے۔ (A) آتش، پانی (B) کنواں، ہاتھ (C) خدا، موتی (D) جاگا، فکر

جوابات: 1- آتش کی 2- مصحفی 3- موتیوں سے 4- سویا رہا 5- بتوں سے باتوں کی

6- حیدر علی 7- 1764ء 8- 1846ء 9- غزل گو 10- آنسو

11- اوصاف 12- اشک 13- امید 14- لطف 15- خوشی

16- بخت، وصف 17- کنواں، ہاتھ

☆ **مختصر جواب دیں۔**

1- شاعر اپنے محبوب کے حسن کی خوبصورتی کس طرح بیان کرتا ہے؟

جواب: شاعر اپنے محبوب کا حسن بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جب سے میں نے اپنے محبوب کا چہرہ دیکھا ہے میں اُس کے حسن میں کھو کر رہ گیا ہوں۔ یہاں تک کہ بے قراری کے عالم میں دن رات رویا ہوں۔

2- شاعر نے محبوب کے دانتوں کا وصف کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ میں نے اپنے محبوب کے دانتوں کی خوبصورتی کو اس طرح بیان کیا ہے گویا کہ قلم سے موتی پرو دیے ہوں۔

3- شاعر نے اپنی بد نصیبی کا تذکرہ کس طرح کیا ہے؟

جواب: شاعر غزل کے تیسرے شعر میں اپنی بد نصیبی کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتا ہے کہ اس کی زندگی ہمیشہ مصائب و مشکلات میں گزری۔ دنیا کے بکھیڑوں نے اُسے آگھیرا۔ اُسے کوئی خوشی نصیب نہ ہوئی۔ گویا کہ وہ تو جاگتا رہا مگر اُسے کوئی خوشی نصیب نہ ہوئی یعنی اُس کا بخت سویا رہا۔

4- شاعر نے اپنے کلام کی خوبی کو کس طرح بیان کیا ہے؟

جواب: شاعر کہتا ہے کہ میرے سخن کی کھیتی ہمیشہ سرسبز رہی۔ گویا کہ میں نے جب بھی اپنے محبوب کی بات کی تو اُس کی تعریف ہی کی۔ یعنی میرے محبوب کے لیے میرے فکرِ سخن کی روانی کبھی نہیں تھمتی۔

5- شاعر نے غزل میں اپنی کس حسرت کا اظہار کیا ہے؟

جواب: شاعر اپنی حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ جس طرح برہمن کی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کے سامنے اُس کے بت اُس سے ہم کلام ہوں اسی طرح میری خواہش اور حسرت ہے کہ میرا محبوب بھی مجھ سے ہم کلام ہو۔

❀......❀......❀